

عدالتِ عظمیٰ پاکستان  
(با اختیارِ سماعتِ اپیل)

موجود:

جناب جسٹس دوست محمد خان، جج

جناب جسٹس طارق پرویز، جج

دیوانی اپیل نمبری ۲۰۱۳/۹۰۴

زیرِ شق (۲) ۱۸۵، آئین پاکستان مجریہ سال ۱۹۷۳ء

(بخلافِ حکم عدالتِ عالیہ پشاور، ایبٹ آباد بینچ، ایبٹ آباد مورخہ ۰۳-۰۶-۲۰۱۳)

در دیوانی نظر ثانی درخواست نمبری ۲۳/۲۰۱۰

(اپیل کنندہ)

محمد فرید خان

بنام

(مسئول علیہم)

محمد ابراہیم وغیرہ

جناب غلام باسط، فاضل وکیل عدالتِ عظمیٰ  
ارشاد علی چوہدری، منسلک وکیل عدالتِ عظمیٰ (غیر حاضر)

منجانب اپیل کنندہ:

خواجہ اظہر رشید، فاضل وکیل عدالتِ عظمیٰ  
چوہدری اختر علی، منسلک وکیل عدالتِ عظمیٰ (غیر حاضر)

منجانب مسئول علیہم:

۳۰ نومبر، ۲۰۱۶ء

تاریخ سماعت:

## فیصلہ

دوست محمد خان، بچ:-

مختصر خلاصہ مقدمہ: محمد ابراہیم وغیرہ مسئول علیہم نے بروئے انتقال نمبری ۶۹۱۱ تصدیق شدہ مورخہ ۰۱-۰۷-۲۰۰۷ کی رُو سے اراضی متداویہ خریدی اور رقم زرِ بیع مبلغ ۳ لاکھ روپے درج انتقال کئے۔

۲۔ بوقتِ انتقال اراضی اپیل کنندہ / مدعی نے رُو بروئے تحصیلدار مال طلبِ مواثبت کا اظہار کیا تاہم مذکورہ تحصیلدار مال نے اس کو کہا کہ وہ تحریری طور پر اپنا بیان دے کیونکہ وہ زبانی طور پر اُس کا اعتراض / اظہار طلبِ مواثبت درج نہیں کر سکتا، لہذا انہوں نے کچھ لمحے بعد تحریری درخواستِ تحصیلدار مال کو پیش کی جس کو اصل انتقال کے ساتھ نتھی کیا گیا اور جس کی فوٹو نقل کو مثل پر بطورِ Ex. (PW 3/2) مظہر کیا گیا۔

۳۔ نوٹس ہائے طلبِ اشہاد مسئول علیہم کو بھیجے گئے لیکن پُر اسرار طور پر پیادہ عدالت نے مبہم رپورٹ دی کہ مسئول علیہم مندرجہ پتہ پر نہ پائے گئے اور اُس جگہ سے ضلع ہری پور نامعلوم مقام پر منتقل ہو گئے ہیں۔

۴۔ بعدہ مورخہ ۰۶-۰۷-۲۰۰۷ کو وکیل مسئول علیہم نے دستخط شدہ وکالت نامہ بجانب مسئول علیہم داخل عدالت کیا اور جواب دعویٰ بھی داخل عدالت کیا تاہم سازشی طور پر اُس کے ساتھ فرد پتہ داخل نہیں کیا اور نہ ہی جواب دعویٰ کے اعتراضات تمہیدی میں یہ اعتراض اٹھایا کہ وہ عرضی دعویٰ میں مندرجہ پتہ پر رہائش پذیر نہ تھے اور ترک سکونت کی تھی اور اس بنا پر نوٹس طلبِ اشہاد غلط پتہ پر بھیجا گیا۔ تاہم فہرستِ گواہان محررہ ۲۴-۰۴-۲۰۰۸ میں مسئول علیہم نے اُسی پتہ کا اظہار تحریری طور پر کیا جو کہ نوٹس طلبِ اشہاد کے ڈاکخانے کے جاری کردہ لفافے اور عرضی دعویٰ میں درج ہے جس سے وکیل مسئول علیہم کسی طور پر انکار نہیں کر سکے۔

۵۔ عدالت ابتدائی نے دعویٰ پر اپیل کنندہ / مدعی کے حق میں ڈگری صادر کی جس کے خلاف مسئول علیہم نے ضلعی عدالتِ اپیل میں اپیل دائر کی جس کے ساتھ ہی مدعی نے بھی خلاف تعین کردہ قیمت اراضی کے خلاف اپیل دائر کی جو کہ یکجا حکم کے ذریعے دونوں اپیل ہائے اضافی ضلعی جج صاحب نمبر ۳ نے مورخہ ۰۵-۱۲-۲۰۰۹ کو خارج کی۔ مسئول علیہم نے اس حکم سے رنجیدہ ہو کر بعدالتِ عالیہ پشاور نگرانی دیوانی

نمبر ۲۰۱۰/۲۳ مورخہ ۱۳-۰۱-۲۰۱۰ کو دائر کی جو کہ عدالتِ عالیہ کے محترم جج صاحب نے مورخہ ۰۳-۰۶-۲۰۱۰ کو منظور کرتے ہوئے اور شہادت کو از سرِ نوع دہرا کر مختلف نتیجہ اخذ کرتے ہوئے دونوں عدالت ہائے ماتحت کے متفقہ فیصلہ جات بر شہادتِ قلمبند شدہ مسترد کر دیئے، جس سے نالاں ہو کر اپیل کنندہ نے اپیل ہذا دائر کی۔

فاضل وکلاء کے دلائل ہم نے تفصیل سے سنے اور شہادت بر مثل کا بغور جائزہ لیا۔

۶۔ فاضل وکیل اپیل کنندہ / مدعی نے دلائل دیتے ہوئے اس قانونی نقطے پر زور دیا کہ عدالتِ عالیہ کا اختیار زیرِ دفعہ ۱۱۵ ضابطہ دیوانی انتہائی محدود ہے اور اسی دفعہ میں متذکرہ نقاط پر ہی فیصلہ جات ضلعی عدالت ہائے ماتحت کو منسوخ کر سکتی ہے شرط یہ ہے کہ ان سے نا انصافی کا پہلو واضح ہو۔ مزید دلائل دیتے ہوئے فاضل وکیل نے اصرار کیا کہ عدالتِ عالیہ کا فیصلہ مبنی بر مفروضہ جات اور شہادت بر مثل کی غلط تشریح پر کی گئی ہے کیونکہ طلبِ مواثبات فوری طور پر اسی مجلس یعنی جلسہ عام میں اپیل کنندہ نے واضح طور پر رو بروئے تحصیل دار مجاز کی، جس کی تائید میں متذکرہ تحصیل دار مال پیشِ عدالت ہوا اور تائیدی بیان دیا نیز دونوں گواہان نے شہادت مدعی کی اس سلسلے میں تائید کی۔ محض اس بنا پر ایک سرکاری ذمہ دار افسر مجاز کے بیان کو رد کرنا کہ وہ مدعی سے شناسائی رکھتا تھا عدالتِ عالیہ کے لئے قطعی جائز نہ تھا چونکہ تحصیل دار مال مجاز کی شہادت کی مکمل اور ناقابلِ تردید تائید مدعی کی درخواست تحریری سے جو کہ مثل پر مظہر شدہ ہے ہوتی ہے۔ اسی طرح نوٹس طلب اشہاد بذریعہ رجسٹری / ڈاکخانہ سرکاری کے ذریعے اُسی پتہ پر بھیجا گیا جو کہ مسئولِ علیہم نے بوقتِ انتقال درج کیا تھا نیز یہ کہ مسئولِ علیہم نے فہرست گواہان ۲۴-۰۴-۲۰۰۸ کو داخلِ عدالت کی جس میں بھی وہی پتہ درج ہے جو کہ عرضی دعویٰ اور نوٹس طلب اشہاد کے لفافے پر درج کیا گیا تھا لہذا مسئولِ علیہم اپنی ہی چال بازی سے انصاف اور عدالت کو غلط راستے پر ڈالنے کی کوشش کے مرتکب ہوئے ہیں جس کا کسی صورت میں اُس کو فائدہ نہیں دیا جاسکتا بلکہ از روئے قانون مسئولِ علیہم کے خلاف اسی بناء پر مخالفانہ متقی نتیجہ اخذ کیا جانا چاہیئے کیونکہ اس خمدار کردار کے ذریعے وہ اپیل کنندہ / مدعی کو "دفعہ ۱۳ قانون شفعہ" میں مندرجہ معینہ مدت یعنی دو ہفتے گزرنے پر قانونی موٹو گائیوں میں پھنسانا چاہتے تھے۔

۷۔ فاضل وکیل مسئولِ علیہم / مدعا علیہم نے انہی نقاط پر زور دیتے ہوئے جو کہ زیرِ نظر فیصلہ عدالتِ عالیہ میں درج کئے گئے ہیں اور اس سلسلہ میں انہوں نے اپنے دلائل کو تقویت دینے کی خاطر عدالتِ ہذا کا فیصلہ بعنوان مقدمہ محمد بشیر وغیرہ بنام عباس علی شاہ (عدالتِ عظمیٰ ماہانہ نظر ثانی فیصلہ جات شائع شدہ سال ۲۰۰۷ بر صفحہ ۵۰۴) کا سہارا لیا۔ مزید یہ کہ انہوں نے عدالتِ ہذا کے فیصلہ بعنوان اللہ دتہ بذریعہ قانونی

ورثہ وغیرہ بنام محمد انار (عدالتِ عظمیٰ ماہانہ نظر ثانی شدہ فیصلہ جات کا رسالہ شائع شدہ۔ شمارہ سال ۲۰۱۳ بر صفحہ ۸۶۶) کا بھی حوالہ دیا۔

مندرجہ بالا دلائل اور شہادت بر مثل کی رو سے ہمیں اس قطعی نتیجے پر پہنچے میں کوئی دشواری نہیں کہ کسی بھی فریق مقدمہ کو اگر غیر قانونی حرکت کا مرتکب پایا جائے جس کا واحد مقصد غیر قانونی فائدہ حاصل کرنا ہو تو عدالت قصور وار فریق کو کسی قسم کا فائدہ دینے سے گریز کرے تاکہ قصور وار فریق کو اس کا انعام دلا دے۔ چونکہ اپیل کنندہ نے طلبِ مواثبت و اشکاف الفاظ / علی الاعلان جلسہ عام میں کیا اور جس کے ثبوت میں تحریری اور زبانی شہادت موجود ہے۔ لہذا اس کو تکنیکی بنیاد پر شک و شبہ سے دوچار کرنا اور غلط نتیجہ اخذ کرنا عدالتِ عالیہ کے لئے جائز نہ تھا نیز چونکہ نوٹس طلبِ اشہاد مقررہ مدت کے دوران صحیح پتہ پر بھیجا گیا لیکن سازشی طور پر پیادہ عدالت نے غلط رپورٹ دی اور جس کی تائید مسؤل علیہم / مدعا علیہم نے فہرست گواہان میں مذکورہ درج شدہ پتہ دے کر کی ہے جو کہ تقریباً نو مہینے کے عرصے کے بعد داخل عدالت کیا گیا لہذا مسؤل علیہم کا اصل سکونت ترک کرنا جھوٹ پر مبنی ہے اور عدالت و انصاف کی راہ میں روڑے اٹکانے کی خام کوشش ہے۔

۸۔ یہ مسلمہ اصولِ قانون و انصاف ہے کہ دو ضلعی عدالتوں کے متفقہ فیصلہ جات جو کہ شہادت بر مثل کے صحیح تجزیے پر بنیاد ہوں کو محض معمولی تکنیکی بنیاد پر عدالتِ عالیہ کو رد کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ عدالتِ عالیہ کا اختیار صرف اُن قانونی نکات تک محدود ہے جس کی مفصل تفصیل دفعہ ۱۱۵ ضابطہ دیوانی میں درج ہے۔

۹۔ اگرچہ اس سلسلے میں عدالتِ ہذا کے فیصلہ جات و نظائر کا وسیع ذخیرہ موجود ہے تاہم اس سلسلے میں ہم کو مقدمہ بعنوان کنول نمین وغیرہ (پاکستان قانون کا رسالہ، 1983 PLJ عدالتِ عظمیٰ بر صفحہ ۱۰) میں وضع شدہ اصول زیادہ قوی اور معقول تسلیم کرتے ہوئے اس کا اطلاق فیصلہ زیرِ نظر پر کیا جانا ہماری نظر میں مکمل طور پر جائز اور مناسب ہو گا۔

۱۰۔ مندرجہ بالا فیصلہ عدالتِ ہذا میں واضح طور پر یہ اصول طے کیا گیا ہے کہ متفقہ فیصلہ جات ضلعی عدالت ہائے میں چاہے واقعات یا کسی تکنیکی قانون میں غلطی کا ارتکاب بھی موجود ہو عدالتِ عالیہ کے لئے اس میں مداخلت کسی طور پر بھی جائز نہیں ہے۔ یہاں تک کہ شہادت بر مثل کا از سرِ نوع تجزیہ کرنے اور اس

سے مختلف نتیجہ اخذ کرنے کا اختیار بھی عدالتِ عالیہ کو حاصل نہیں اگرچہ اس قسم کی رائے زنی کا امکان موجود ہی ہو۔

مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر عدالتِ عالیہ کا فیصلہ زیرِ اپیل انصاف و قانون کے تقاضوں کے مطابق نہیں اور ضلعی عدالت ہائے کے متفقہ فیصلہ جات کو سرسری طور پر رد کرتے ہوئے عدالتِ عالیہ کے فاضل جج صاحب نے قانونی غلطی کا ارتکاب کیا ہے جس کو درست کرنا بغرضِ انصاف لازمی ہو گیا۔ لہذا مذکورہ فیصلہ وڈگری کو منسوخ کیا جا کر عدالت ہائے دیوانی ضلعی کے متفقہ فیصلہ جات کو بحال کیا جاتا ہے نتیجتاً وڈگری بحق اپیل کنندہ / مدعی بحال کی جاتی ہے۔

۱۱۔ فیصلہ عدالت میں پڑھ کر سنایا گیا۔

جج

جج

(اشاعت کے لئے منظور)

اسلام آباد، ۳۰ نومبر، ۲۰۱۶ء

ایم و سیم